طلاق دینے کا اسلامی طریقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا کے بارے میں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے کب اور کن صورتوں میں کتنی طلاق دی جاسکتی ہے؟

مستفتی: محمد اظہار اشرف

آسجہ مبیا بائسی ضلع پورنیہ بہار

الجواب بعون الملک الوھاب

نکاح انسانیت کی بقا اور نظام زندگی کو قائم و دائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کے ذریعہ جہاں انسان کی فطری ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور دنیا میں توالد وتناسل کا پاکیزہ نظام قائم ہوتا ہے، وہیں یہ ایک عبادت کا بھی درجہ رکھتا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت بھی ہے۔ لہٰذا اس پاکیزہ رشتہ کو ختم کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

بکثرت احادیث میں طلاق کی قباحت کو بتایا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" (ابوداؤد، رقم ۲۱۷۷) "جائز کاموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔" ایک دوسری روایت ہے جس کا ایک جزء یہ ہے: "ولا خلق اللہ شیئاً علی وجہ الارض ابغض الیہ من الطلاق" (دارقطنی، رقم ۳۹۳۹) "روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ چیز کو پیدا نہیں فرمایا۔"

اپنی اصل کے اعتبار سے طلاق ایک ناپسندیدہ عمل ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات اس کی ضرورت درپیش ہوتی ہے اسی لئے شریعت نے طلاق دینے کو ناپسندیدہ ہونے کے باوجود بوقت ضرورت مباح قرار دیا ہے۔

کن صورتوں میں طلاق دینا جائز ہے؟

(۱) زوجین کے مزاج میں ہم آہنگی نہ ہو، دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں اور اختلاف شدت پکڑ لے اور حل کی کوئی صورت نہ ہو۔

(۲) دونوں معیشت میں تنگی محسوس کرتے ہوں، شوہر کھانا، خرچہ اور مکان نہ دے سکتا ہو۔

(۳) شوہر حقوق کی ادائیگی پر قادر نہ ہو مثلاً جماع کرنے پر قادر نہ ہو۔

(۴) میاں بیوی میں سے کوئی ایک بے وقوف اور بہت ہی کم عقل ہو۔ جسے دوسرا برداشت کرنے سے قاصر ہو۔

(۵) بیوی شوہر کی بہت زیادہ نافرمان ہو اور صلح کی کوئی راہ باقی نہ رہے تو مذکورہ تمام صورتوں میں شوہر کو خوب سوچ سمجھ کر طلاق دینے کی صورت اختیار کرنی چاہئے۔

کب عورت طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

اس کے علاوہ بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جس میں عورت شرعاً علیحدگی اور تفریق کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسے شوہر مفقود الخبر ہو۔شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو۔شوہر حق زوجیت نہ ادا کرتا ہو۔شوہر پاگل ہو یا ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ بیوی کا ساتھ رہنا ممکن نہ ہو یا پھر بیوی کا شوہر سے ایسا شدید اختلاف ہو جائے کہ حکم وغیرہ سے بھی حل نہ ہو سکے تو ان تمام صورتوں میں عورت دارالقضاء میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔اور اگر قاضی شرع مناسب سمجھیں تو نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔

طلاق دینے کا بہتر طریقہ:

طلاق دینے کا بہتر طریقہ وہ ہے جو حدیث شریف سے ثابت ہے جسے ''طلاق سنت'' بھی کہتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ اپنی مدخولہ بیوی کو حالت حیض میں طلاق نہ دے بلکہ اسے طہر یعنی پاکی کی حالت میں طلاق دے جس میں اس نے اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو اور ایک ہی طلاق رجعی دے پھر تین حیض آنے تک شوہر چاہے تو رجوع کر لے ورنہ وہ طلاق کی عدت گذر جانے دے اور جب عدت گذر گئی تو نکاح ختم ہو گیا۔اس صورت میں شوہر چاہے تو اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

لہٰذا طلاق دینے کا صرف یہی طریقہ فی زمانہ اپنایا جائے۔اور تین طلاق دینے سے بہر حال بچنا چاہئے کہ اسی میں سب کی بھلائی ہے۔نیز جب کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا مالک ومختار شوہر کو بنایا ہے تو شوہر کو بھی بہت زیادہ دور اندیشی اور صبر وضبط سے کام لینا چاہئے،بات بات پر طلاق دینے کی دھمکی دینا مردانگی نہیں ہے۔اور یہ بات بھی یاد رہے کہ ضرورت شدیدہ کے بغیر نہ طلاق دینا جائز ہے اور نہ ہی طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

نثار احمد اشرفی

خادم الافتاء والتدریس جامعہ چشتیہ ردولی شریف

۲۶/ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸/اگست ۲۰۱۹ء